آخری قسط

حضرت مولانا سید ارشد مدنی ، انڈیا

برصغیر ہند میں دینی نظام تعلیم کے مجدد متکلم اسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور خلافت عثمانیہ ترکی

حضرت مولانا کی تصانیف ومکتوبات

جیسا کہ میں نے عرض کیا، حضرت مولانا کے علوم اور تحقیقات وتحریرات کا دائرہ، خاصا وسیع اور مختلف موضوعات ومضامین پر مشتمل ہے، اگرچہ حضرت مولانا کی تصانیف شمار میں بہت زیادہ نہیں ہیں، مگر جس قدر بھی ہیں ان میں سے ہر ایک دریا بکوزہ کی عمدہ مثال ہے۔ یہ کتابیں زیادہ تر اردو میں ہیں لیکن چند فارسی میں بھی ہیں، یہاں ان کے مفصل تعارف کا موقع نہیں، لیکن ان کے نام اور موضوعات کا مختصر تذکرہ کیا جاسکتا ہے۔ تصانیف یہ ہیں:

نمبر شمار	موضوع	نام کتاب	مطبع ومقام طباعت	سنہ طباعت
۱	قرآن مجید اور علوم القرآن	تصحیح قرآن شریف [برائے طباعت]	مطبع مجتبائی میرٹھ	۱۲۸۱ھ
۲	قرآن مجید اور علوم القرآن	تصحیح حمائل شریف مع موضح قرآن	مطبع مجتبائی میرٹھ	
۳	قرآن مجید اور علوم القرآن	اسرار قرآنی	گلزار احمدی، مراد آباد	۱۳۰۴ھ
۴	حدیث اور متعلقات حدیث	بخاری شریف، شرکت در تصحیح حواشی حضرت مولانا احمد علی محدث، سہارنپوری	مطبع سید الاخبار، دہلی و مطبع احمدی، دہلی	۱۲۶۴ھ ۱۲۷۰ھ
۵	حدیث اور متعلقات حدیث	رسالہ تقریر حدیث: فضل العالم كفضلي على أدناكم		بلاسنہ
٦	فقہ واسرار شریعت	احکام الجمعہ	رام پریس، میرٹھ	۱۳۴۲ھ
۷	فقہ واسرار شریعت	اسرار الطہارۃ	مطبع قاسمی، دیوبند	بلاسنہ
۸	عقائد وکلام	تحذیر الناس	مطبع صدیقی، بریلی	تقریباً ۱۲۹۱ھ
۹	″ ″	حجۃ الاسلام	مطبع احمدی، علی گڈھ	۱۳۰۰ھ
۱۰	″ ″	گفتگوئے مذہبی	مطبع ضیائی، میرٹھ	۱۲۹۳ھ

۱۱	// //	مناظرہ عجیبہ	گلزار ابراہیم، مرادآباد	بلاسنہ
۱۲	غیرمقلدین کے نظریات ودلائل کی تردید	الاجوبۃ الکاملۃ فی الأسولۃ الخاملۃ	مطبع مجتبائی، دہلی	۱۳۲۲ھ
۱۳	غیرمقلدین کے نظریات ودلائل کی تردید	الدلیل المحکم علی قراۃ الفاتحۃ للمؤتم	گلزار احمدی، مرادآباد	۱۳۰۲ھ
۱۴	غیرمقلدین کے نظریات ودلائل کی تردید	توثیق الکلام فی الانصات خلف الامام	مطبع ہاشمی، میرٹھ	۱۳۰۲ھ
۱۵	غیرمقلدین کے نظریات ودلائل کی تردید	حق الصریح فی اثبات التراویح	مطبع عین الاخبار، مرادآباد	بلاسنہ
۱۶	غیرمقلدین کے نظریات ودلائل کی تردید	مصباح التراویح	مطبع ضیائی، میرٹھ	۱۲۹۰ھ
۱۷	شیعیت کے جواب میں	اجوبۂ اربعین	مطبع ضیائی، میرٹھ	۱۲۹۱ھ
۱۸	شیعیت کے جواب میں	ہدیۃ الشیعۃ	مطبع ہاشمی، میرٹھ	۱۲۸۴ھ
۱۹	شیعیت کے جواب میں	انتباہ المومنین	مطبع احمدی، میرٹھ	۱۲۸۴ھ
۲۰	عیسائیت کی حقیقت	تقریر دل پذیر	مطبع احمدی، دہلی	۱۲۹۹ھ
۲۱	عیسائیت کی حقیقت	مباحثہ شاہجہاں پور	مطبع احمدی، دہلی	۱۲۹۹ھ
۲۲	ہندوؤں کے اسلام پر اعتراضات کے جواب	آب حیات	مطبع مجتبائی، دہلی	۱۲۹۸ھ
۲۳	// //	انتصار الاسلام	اکمل المطابع، دہلی	۱۲۹۸ھ
۲۴	// //	تحفۂ لحمیہ	مطبع صدیقی، بریلی	بلاسنہ
۲۵	// //	جواب ترکی بہ ترکی	مطبع ہاشمی، میرٹھ	۱۲۹۶ھ
۲۶	// //	قبلہ نما	اکمل المطابع، دہلی	۱۲۹۸ھ
۲۷	شعروادب	قصائد قاسمی	مطبع مجتبائی، دہلی	۱۳۰۹ھ
۲۸	فلسفہ	تقریر ابطال جزولایتجزی	مطبع مجتبائی، دہلی	بلاسنہ
۲۹	عقلیت پسندوں کا جواب	تصفیۃ العقائد	مطبع ضیائی یا ہاشمی میرٹھ	۱۲۹۸ھ
۳۰	مکتوبات	قاسم العلوم	مطبع مجتبائی، دہلی	۱۲۹۲ھ
۳۱		لطائف قاسمیہ	// //	۱۳۰۹ھ
۳۲		جمال قاسمی	// //	۱۳۰۹ھ
۳۳		فرائد قاسمیہ	ادارہ ادبیات، دہلی	۱۴۰۰ھ
۳۴		فیوض قاسمیہ	مطبع ہاشمی، میرٹھ	۱۳۰۴ھ

خلافت اسلامیہ ترکی اور خلیفۃ المسلمین سے گہرا تعلق

خلیفۃ المسلمین اور بابِ عالی ترکی سے، ہندوستانی مسلمانوں کے عوام وخواص کی مغل دور حکومت سے گہری وابستگی اور خلافت اسلامیہ سے اپنی نیازمندی کا اظہار، ہندوستانی مسلمانوں کے احوال وتاریخ سے واقف اصحاب پر مخفی نہیں۔ باب عالی نے بھی ہندوستان کے جلیل القدر علماء کی قدردانی اور عزت افزائی میں کمی نہیں کی، خصوصاً آخری دور میں جب عالم اسلام پر مغرب کی یلغار ہوئی، اور مغربی طاقتوں نے ترکی حکومت کے اقتدار اعلیٰ کو نقصان پہنچانے اور اس کی سرحدوں میں مداخلت شروع کی، اس وقت ہندی مسلمانوں پر عجیب اضطرابی کیفیت طاری تھی۔ وہ کسی بھی طرح سلطان ترکی کی مدد کرنا چاہتے تھے اور خلافت اسلامیہ کو درپیش خطرات اور فوجوں سے مقابلہ کے لئے، اپنی ہر طرح کی جانی مالی قربانی پیش کرنے کی آرزو رکھتے تھے، ایسے موقعے کئی مرتبہ پیش آئے، ہر مرتبہ مسلمانوں کا اجتماعی تاثر اور ردعمل یہی ہوا۔

ایسا ہی ایک نازک موقع اس وقت سامنے آگیا تھا، جب ۱۸۷۴ء (۱۲۹۴ھ) میں روس نے ترکی پر حملہ شروع کردیا تھا اور بلقان کے علاقہ میں، پُرزور جنگ شروع ہوگئی تھی، اور خلافت عثمانیہ کے کئی علاقے اس کے قبضہ سے نکل کر، روس کے ہاتھ میں چلے گئے تھے۔

بلقان کی جنگ روس کی ترکی کے ساتھ، اپنے معاہدوں کی صاف خلاف ورزی کرکے، ترکی کے علاقوں پر حملہ اور فوج کشی سے شروع ہوئی تھی۔

روس کی حکومت سے خلافت ترکی کا سنہ ۱۸۵۶ء (رجب ۱۲۷۳ھ) میں پیرس میں، معاہدہ امن ہوگیا تھا، جس کی وجہ سے حکومت ترکی روس کی طرف سے کسی لڑائی سے مطمئن تھی، مگر روس کی حکومت نے کھلی معاہدہ شکنی کی اور سنہ ۱۸۷۴ء (۱۲۹۴ھ) میں خلافت عثمانیہ کی ریاستوں پر، اچانک حملہ کردیا، چونکہ حکومت ترکی اپنے معاہدہ کی وجہ سے روس کی طرف سے مطمئن تھی اور یہ حملہ نہایت بے خبری میں ہوا تھا، اس لئے ترکی حکومت کا نقصان ہوا، اور اس کے کئی علاقے ایک کے بعد ایک، اس کے ہاتھ سے نکلتے چلے گئے۔

یہ حادثہ اور نقصانات ایسے نہیں تھے کہ ہندوستانی مسلمان اس سے بے خبر رہتے، اور متاثر نہ ہوتے، جیسے ہی یہ خبر ہندوستان پہنچی، تمام مسلمان اور خصوصاً علمائے کرام وہ علماء جو ملی درد رکھتے تھے، خصوصاً مدرسہ دیوبند کے بانیان کرام اور علماء پر، اس کا غیر معمولی اثر ہوا، ان حضرات نے حکومت ترکی کے تعاون کے لئے، کئی منصوبے بنائے جس میں سب سے پہلے مالی تعاون کی فکر تھی۔ اس کیلئے حضرت مولانا محمد قاسم نے کوشش فرمائی، لشکر عثمانی کے زخمیوں کیلئے، چار ہزار روپئے چندہ کرکے روانہ کئے، یہ رقم کئی قسطوں میں بمبئی میں مقیم دولت عثمانیہ کے قونصلر جنرل (Counsellor General) حسین حسیب آفندی صاحب کو بھجوائی گئی، قونصلر جنرل صاحب نے اس کی رسید بھجوائی

اورحضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی اور علمائے کرام کو شکریہ کا مفصل خط لکھا، جس کے الفاظ یہ تھے:

جناب فضل مآب حاجی محمد عابد صاحب، وجناب مولوی محمد یعقوب صاحب، ومولوی محمد قاسم، ومولوی محمد رفیع الدین صاحب۔ مہتممان مدرسہ عربی دیوبند سلمۂ اللہ تعالیٰ!

بعد سلام مسنون الاسلام! موضوح باد کہ مکتوب بھجت اسلوب آں حضرات مع مبلغ ایک ھزار دوصد روپیہ نوٹ بنگالی، کہ بمراد ارسال آں بہ باب عالی برائے مجروحین وایتام داراھل عساکرہ منصورہ صرف شود، مرسول بود، موصول گردید۔

حقیقتاً مساعی جمیلہ آں حضرات کہ بمقتضائے حمیت دینیہ بظھور آمدہ،مستحق ممنونیت مشکوریت ھست، وبحول اللہ تعالیٰ مبلغ مذکور حسب خواھش بہ باب عالی تبلیغ میکنم، ورسیدی کہ ازآں جامی رسد، درعقب موصول آں حضرات خواھد شد، ودرجوائب ھم نشر خواھد گردید. وھم چنیں ھر مبلغے کہ حسب تحریر ایشاں رسیدہ باشد، انشاء اللہ تعالیٰ مع الافتخار درتبلیغ آں دریغ نخواھد وداد. زیادہ

والسلام!

مورخہ ۱۰ رمحرم الحرام ۱۲۹۴ھ

حسین حبیب

سرشہبندر، دولت عثمانیہ علیہ۔ دربمبئی

حسین حبیب آفندی کو دوسری مرتبہ رقم پہنچی، توانھوں نے ان الفاظ میں شکریہ ادا کیا:

جناب فضائل مآب مولوی محمد قاسم صاحب، ومولوی محمد یعقوب صاحب، ومولوی محمد رفیع الدین صاحب ومحمد عابد صاحب مھتممان مدرسہ عربی دیوبند، سلمھم اللہ تعالیٰ

بعد سلام مسنون الاسلام! مشھود باد کہ مبلغ دو صد روپیہ بابت اعانت عساکر، قسط دوم کہ ارسال فرمودند موصول گردید، وروانہ کردہ شد، خاطر شریف جمع دارند. وانچہ از اظھار مھربانی ھاکہ بہ نسبت من فرمودہ اند، گویا بلسان حال من اظھار بزرگی وشرف خود فرمودہ اند، ایزد تعالیٰ توفیق خیر مزید گرداند. والسلام

سرشہبندر، دولت علیہ عثمانیہ دربمبئی (۱۶ رصفر الخیر ۱۲۹۴ھ)

اس کے بعد حضرت مولانا، موقع بہ موقع، رقومات اکٹھی کرکے، بمبئی عثمانی قونصل خانہ بھیجتے رہے، اور وہاں

سے رسیدیں اور شکریہ کے خطوط موصول ہوتے رہے،(۱) اس طرح کے کئی اور خطوط بھی معلوم ہیں، مثلاً:

مکتوب: [۱۵؍ جمادی الاول ۱۲۹۴ھ]

مکتوب: یکم جمادی الاخری ۱۲۹۴ھ [۱۳؍ جون ۱۸۷۷ء]

مکتوب: ۱۳؍ جون ۱۸۷۷ء مکرر

مکتوب: ۲؍ رجب ۱۲۹۴ھ

مکتوب: ۳؍ رجب ۱۲۹۴ھ

ان رقومات کے ملنے کی باب عالی سے بھی اطلاعات آئیں، آخر میں خلافت عثمانیہ کے وزیر اعظم ابراہیم ادہم کا ذاتی خط موصول ہوا، جس میں حضرت مولانا، ان کے رفقاء اور معاونین و چندہ دینے والوں کا تہہ دل سے شکریہ ادا کیا گیا تھا۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہ پورا خط یہاں نقل کر دیا جائے تحریر فرماتے ہیں:

وزیر اعظم خلافت عثمانیہ کا شکریہ کا خط: واضح ہو کہ دفتر خاص باب عالی، شاہنشاہ ظل الٰہی سلطان دوم خلد اللہ ملکہ سے بھی رسیدات آئیں، چونکہ وہ زبان ترکی میں ہیں، ان کا تلفظ اور تفہیم دشوار ہے، اسلئے انہیں نقل نہیں کیا۔ مگر شکریہ وزیر اعظم سلطنت روم، باب عالی سے بعبارت فارسی عز ورود دلایا، اور باعث افتخار ہندوستان ہے۔ نقل کرتے ہیں:

شکرایہ از جانب دستور معظم، صدر اعظم، جناب ابراہیم ادہم صاحب بہادر لازال ظل کرمہ

جناب مدرسان مدرسہ دیوبند، ضلع سہارنپور۔ فضیلت مآبان صاحب۔

اعانت نقدیه بجهت اولاد وعیال عساکر شاهانه، که درجنگ سربستان شربت شهادت نوشیده بودند، پیش ازیں فراهم آورده ارسال فرموده بودید، بتمامی واصل گردید. برائے توزیع آں باب استحقاق بانجمن مخصوص تسلیم نموده شد، وازیں همت فتوت مندانه که مجرداز غیرت دینیه وحمیت اسلامیه شما بوقوع آمده است، همه وکلائے دولت علیه عثمانیه فرحناک گشته، وعلی الخصوص بدرجهٔ کمال هادی خوشنودیت ایں مخلص بے ریا گردیده است.

مبلغ مرسول علاوه برآنکه باضطراب محتاجین تخفیفے بهم رسانیده، کسانیکه ازیں اعانت حصه دارشدند بملاحظه آنکه درممالک بعید وهندوستان برادران دینی هستند که برحال پرملال بچشم تاسف نگاه می کنند، وبرزخم هائے که از دشمنان دین خورده ایم، مرهم تسلیت می نهند، اظهار مزید شکرانیت کردند واشک رقت ریخته حصه خود شانرا گرفتند، بنا بریں از جناب رب مستعان که نصیر وظهیر یگانه گویان است، التماس آں دارم که سعی جمیل شما عند الله مشکور گشته، در دنیا وعقبیٰ مظهر اجر جزیل باشید. والسلام ۹؍ جمادی الاول ۱۲۹۴ھ عن دار الخلافة العلية العثمانيه (۲)

وزیر اعظم ابراہیم ادہم

حضرت مولانا قاسم اور ان کے رفیق علماء نے اس وقت وزیر اعظم حکومت عثمانیہ [ابراہیم ادہم] کے خط کا جو مفصل جواب لکھا تھا اور اظہار ممنونیت کیا تھا، اس کی سطر سطر سے علماء ہند، خصوصاً حضرت مولانا محمد قاسم اور ان کے ہم نوا علماء کی عثمانی حکومت اور خلافت اسلامیہ سے گہری محبت وانسیت کا اظہار ہوتا ہے، یہ خط مفصل ہے اس لئے یہاں اس کا ایک اقتباس پیش ہے اسی سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ حضرت مولانا محمد قاسم اور ہندوستان کے عام مسلمانوں کی نگاہوں میں خلافت اسلامیہ کا کیا بلند مرتبہ ہے اور وہ اس سے کس قدر گہری وابستگی رکھتے تھے، حضرت مولانا نے لکھا تھا:

روز جمعہ پانزدهم رجب ۱۲۹۴ هجری علی صاحبها الف الف صلوٰة سلام، فرمان والا شان که همچونامه اعمال اصحاب الیمن، تسلی بخش دل هائے اندوه گیں بود، نزول اجلال بسروچشم ذلیلان پراگنده حال فرموده. ذرهائے بے مقدار را از خاک ذلت بآسمان عزت رسانید، وخاک نشینان تیره بخت را رشک خورشید جهان تاب گردانید. شکر این منت علماء از زبان از کجا آریم که اول متاع قلیل همان، بگمان ذلیل رازیر نگاه قبول جادادند، وسپاس این عنایت عظمیٰ چگونه گزاریم، که بازبارسال فرمان جلیل متضمن قبول آنمایه قلیل، افتادگان خاک ذلت رابر چرخ نشاندند:

زقدر وشوکت سلطان نگشت چیزے کم کلاه گوشه دهقان بآسمان رسید

(مسرت) عیدهایں روز مبارک نرسد، که طراز رشک هلال نورافزائی دل ودیده هندیان خوار گردید، وبخت همایون بایں طالع نکوپهلونزند، که همارے اوج سعادت بال بسر بے سروسامان زارونزار کشید:

در هر ذره آفتاب آمد بحر در خانه حباب آمد
گرد بودیم رشک نور شدیم بر در قرب زره دور شدیم؟
قطرهٔ زار شد در نایاب ذره خوار شد خور ومهتاب

افسوس نه خزانه قارون است که بریں سرفرازنامه نثار سازیم، ونه بخت همایون است، تا بمددش بجائے جان درسینه نهیم، وازجان پردازیم. از بے خبری قطره بدریا سپردیم، مگر زهے عنایت که همچودریا باغوشش کشیدند، واز بے عقلی ذره پیش آفتاب بردیم، مگر زهے کرم که بنور نظر عنایت رشک ماه وکواکب گردانیدند.

جنگ بلقان کیلئے حضرت مولانا محمد قاسم اور ان کے رفقاء کا سفر حجاز

حضرت مولانا محمد قاسم اور ان کے اصحاب کو خلافت عثمانیہ سے جو وابستگی تھی، اس کا حق اور تقاضا تھا کہ خلافت سے وابستگی اور دینی ملی درد رکھنے والے اصحاب چندہ مالی اور تعاون سے آگے بڑھ کر کوئی اقدام کریں، علمائے دیوبند اور حضرت مولانا محمد قاسم اس میں بھی پیچھے نہیں رہے، جب جنگ کی خبریں کثرت سے آتی رہیں، تو ان حضرات

نے یہ فیصلہ کیا کہ ہمیں خود جاکر دیکھنا ہے اور اگر ضرورت ہو تو، جہاد میں عثمانیہ لشکر کے ساتھ شریک ہونا ہے۔

اس مقصد کے لئے سب سے پہلے سفر حج [حجاز] کا ارادہ کیا گیا، اس کارواں میں جو اس مقصد کے لئے تیار ہوا تھا، علمائے کبار کی ایک بڑی جماعت شامل تھی، جس میں حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی اور ان کے رفیق و معاون، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی بھی شریک تھے، اس سفر کا پورے ملک میں چرچا ہو گیا تھا اور عام طور پر یہی سمجھا جا رہا تھا کہ یہ حضرات سفر حج کے پردہ میں، بلقان کی جنگ میں شرکت اور سلطان ترکی کی مدد کے لئے جا رہے ہیں، مولانا عاشق الٰہی میرٹھی نے لکھا ہے:

''عام اہل اسلام نے جب دیکھا کہ دفعتہً خلاصۂ ہندوستان بجانب حجاز جا رہا ہے (اس لئے) جس سے بھی ہوسکا، وہ معیت و ہمرکابی کے لئے تیار ہو گیا۔ اس لئے کہ بطور خود لوگوں کے ذہنوں میں یہ خیال پیدا ہو گیا، کہ یہ حضرات دینی معاونت کے لئے بحیلۂ سفر حجاز، حقیقت میں ملک روم کا سفر کر رہے ہیں۔ ترکی سلطنت کی طرف سے والنٹیر جماعت میں شامل ہو کر، مجاہد فی سبیل اللہ بنیں گے اور جس کے نصیب میں مقدر ہے، جام شہادت پی کر حیات ابدی حاصل کرے گا'' (۳)

حضرت مولانا محمد قاسم کے ایک بڑے شاگرد اور علمی عملی جانشین [شیخ الہند مولانا محمود حسن کے شاگرد اور سوانح نگار] مولانا سید اصغر حسین صاحب نے بھی تقریباً یہی ظاہر کیا ہے کہ:

''۱۲۹۴ھ میں بھی جب علمائے ہندوستان کا مشہور قافلہ جنگ روم و روس کے زمانہ میں روانہ ہوا، تو لوگوں نے خود بہ خود ایسی ہی توجیہات شروع کر دی تھیں'' (۴)

ابھی یہ حضرات مکہ مکرمہ میں تھے کہ پلونا پر روس کے قبضہ کی خبر پہنچی، جس سے سب کو بہت افسوس ہوا، مگر مکہ مکرمہ میں اخبارات کا سلسلہ بند تھا، اس خبر کی تصدیق باقی تھی اس لئے حضرت حاجی امداد اللہ کی ہدایت و مشورہ کے مطابق، مجبوراً واپسی کا ارادہ کر لیا۔ بہ ظاہر ان حضرات کے سفر کی صورت نہیں ہوئی اگر ہوتی تو یہ حضرات مکہ مکرمہ سے ترکی جاتے اور وہاں سے محاذ جنگ [بلقان] پہنچنے کی کوشش فرماتے۔

سلطان عبدالحمید خاں کی شان میں مولانا محمد قاسم کا قصیدہ

حضرت مولانا محمد قاسم کی خلافت عثمانیہ سے محبت و ارادت مندی کی ایک بڑا مظہر، حضرت مولانا کا ایک قصیدہ ہے، جو اس وقت لکھا گیا تھا جب بلقان کی جنگ ہو رہی تھی اور یہ سب علماء ترکی حکومت کے لئے مالی تعاون اور رقوم کی فراہمی میں دل و جان سے مشغول تھے۔

یہ قصیدہ حضرت مولانا اور ہندی مسلمانوں کی خلافت عثمانیہ سے وابستگی کی ایک علامت، اور ایک بڑا اخراج تحسین اور اظہار نیاز مندی بھی ہے۔ کہنا چاہئے کہ حضرت مولانا کے الفاظ میں پوری قوم کے جذبات جھلک رہے

ہیں۔ ملاحظہ ہو:

قصیدة الامام محمد قاسم النانوتویؒ
فی مدیح السلطان عبد الحمید خان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نفسی وما بیدی فدی لجمالکم   إن متُّ دونکم فمن لدلالکم

انسیتم أیام حسن خصالکم   أیام کان حیاتنا بوصالکم

إذا أنت دون النفس وهی بعیدة   متنا مرارًا بالسرور هنالکم

أیام تفنون العیون من الذُکا   وتراودن الطرف مد إظلالکم

شوقی یسوق إلیکم ثم یعوقنی   عذلُ العواذل واحتمالُ ملالکم

ما فی غیر الاسم إلا أننی   لأسیر سیرَ الظل خلف جمالکم

صرنا کآثار الخطی أو دوننا   أفما بلغنا منتهیٰ آمالکم

صرنا کآثار الخطی وهم لو   لم ترض إلی منتهیٰ آمالکم

قتلتنا قتل العدو فقل لنا   هذا دلال أم جزاء خلالکم

مذ غبتَ عن عینیّ طالت لیلتی   أم أظلم الأیام دون جمالکم

فسواد ظلک فاق أنوار اکما   عکس الذُکاء یُریٰ کدورة خالکم

هذا الجمال ولا جمال یفوقه   عبد الحمید أظن فی تمثالکم

سِرُّ الکرام البیض وابن صمیمهم   وسلالة الأشراف زبدة آمالکم

لو کنت فیه بمسمع أو منظر   لعرضت یامن شاع صیت نوالکم

الناس أطوار ولکن أین ما   بجمالکم وجلالکم وکمالکم

لاتسلون وقد فتنت بهجرکم   أفما فرغتم بعد من إدلالکم

دعنا نموت تحسّراً فإلی متیٰ   إدلا لکم والخبر عن إقبالکم

للّٰه درکم بنی عثمان لو   هذا دلیل جمالکم وحلالکم

شمس الضحیٰ بحر الندیٰ أسد الوغی   لا فضل إلا وهو فی أفضالکم

قد غرّ طاغوت النصاری حلمکم   ومکارم الاخلاق دون نزالکم

لولاه ما طمع النصاری فیکم   فأروا بسالتکم وحد نضالکم

فسيندمون ولات حين ندامة — إذ قد تبدى ناجذا أهوالكم
ربما سبقتم موتهم فلو أنهم — مالوا فما يغنى من استقبالكم
ألخيل خيلكم اعزن وما استوى — تقع آثارتها إلى أذيالكم
فاتت حقول جنودهم فرسانكم — فوت المحال عقولكم ومثالكم
طارت إليهم خيلكم لعقولهم — طارت كمثل المال من أفضالكم
قد أوقدوا نار الوغى حتى إذا — حمى الوطيس ولا برق يضالكم
برود كما قتلوا بها فاستلذوا — بالنار ام هانت بجنب نكالكم
لا يهربون من المنايا إن اتت — وإذا اتيتم أدبروا كنبالكم
لجاؤا إلى النيران لما عاينوا — بأساً شديداً من وراء نضالكم
خلهم أمير المؤمنين فإنهم — بدأوا وقد غدروا على إمهالكم
فإلى متى هذا التلطف والأسى — وإلى متى اصلاحهم بمقالكم
يا خادم الحرمين حامى ملة — بيضاء فوق وجوهكم وبخالكم
قو أعزة الحرمين شر جماعة — ليس مذل لهم سوى أبطالكم
قر أعزة الدين القويم وأهله — بالهمة العليا كذروة خالكم
هذا أوان قيامكم بدفاعهم — لازال عزتكم وعزة آلكم
اللّٰه ناصركم فبدد جمعهم — شرد بهم من خلفهم لقتالهم
لولا مهالك في مهالك دونكم — من دونها أخرى وهن كذالكم
ومموانع وعلائق وعوائق — عاقت منى عرض المنى بحيالكم
لرايتنا ونحورنا كسيوفكم — من دون نحركم عصمة لآلكم
نعدو إليهم موجعين نقول يا — أعداء أنفسكم عدلة عيالكم
إن كان بغيتكم ببغيكم العلى — فرما حنا تعلى رؤس رجالكم
تعصون من طاعت منايا كم له — ولمماطلون معجلى آجالكم
هو رأسكم وبه البقا ان يعتزل — فالموت أدنى من شراك نعالكم
شمس وما شمس فهل من مظلم — هالوا بظلمة غيكم وضلالكم
إياكم وجنوده فسيوفهم — خطافة الأرواح من أمثالكم

يا حبذا عبدالكريم أميرهم — قد قطع الاسباب قطع حبالكم

فـفررتم عن أمهاتكم وعن — أبنائكم وعن ذوات حجالكم

فيكاد يرى سيفه الأشكال من — أجسامكم واللون أشكالكم

جبل اذا زاحمتم، برق إذا — أجفلتم، سيلٌ لدن استقلالكم

برق وما برق فهل من دالع — لديك أرضكم وضم جبالكم

ليث وما ليث أوانَ قتالكم — غيث و ما غيث لدى إمحالكم

قسم السيوف بأن قوائمها لهم — وصدورها لكم إلى أجفالكم

عبدالكريم ابن الكريم ابوالكريم — قاتل الكرماء من إقبالكم

أسرد الضرب التهوا خيرالكم — لاترجعون صلاحكم بخبالكم

أفلا ترون مصائبا ترب الردىٰ — احللن أهو إلا محل غلالكم

لا رأس فيه حجىٰ ولا قلب به — صبر فهل سلبا مع أموالكم

هذى دياركم فلا داع ولا — فيها مجيب دعائكم وسؤالكم

قد اظلمت كوجوهكم وحظوظكم — هل سودتها ظلمة من بالكم

أم طال ليلتكم فذاك ظلامها — أم أظلمت أيامكم بفعالكم

أم آن شدكم الرحال إلى لظىٰ — فالله أخرها لشد رحالكم

لى لا تضلوا عن طريق جهنم — لضلالكم وظلام سوء مآلكم

بى أظلمت من دون ظل الله من — فى ظله نور الهدى لمنالكم

الله ينصره ويخذلكم به — ويزيد فى العز من إذلالكم

وفات: حضرت سفرحج کے بعد سے برابر بیمار چلے آرہے تھے، مگر سخت بیماری اور ضعف کے باوجود، دینی خدمات کا تسلسل جاری تھا، بیماری اور سخت کھانسی میں، ایک مشہور ہندو مبلغ اور پیشوا، سوامی دیانند سرسوتی کے اسلام پر اعتراضات اور مسلمانوں کو علی الاعلان چیلنج کرنے کی وجہ سے دیوبند سے سفر کر کے رڑکی گئے، سوامی دیانند کے اعتراضات کے جواب دیئے، اوران پر دو کتابیں تحریر کیں۔ بیماری میں سفر اور محنت کی وجہ سے مرض بڑھتا چلا گیا، دو تین دن بہت نازک کیفیت رہی، اس میں ۴رجمادی الاول ۱۲۹۷ھ پنجشنبہ [۱۵راپریل ۱۸۸۰ء] کو دیوبند میں وفات ہوئی، وہیں دفن کئے گئے۔(۶)

حواشی:

(۱) ان عطیات ورقومات کی تفصیل، خلافت ترکی کے سرکاری ترجمان، روزنامہ الجوائب میں چھپتی رہی جس کا حسین حسیب صاحب، قونصلر کے خطوط میں بھی اشارہ ہے اوران تمام رقوم کی مفصل روداد، ترکی کی قونصل خانہ نے کتابی صورت میں بھی شائع کی تھی، جس پر ''دفتر اعانت ہندیہ'' چھپا ہوا ہے۔

(۲) یہ تمام تفصیلات اور متعلقہ خطوط، تفصیل ''روداد چندہ بلقان'' کے نام سے اسی وقت مطبع ہاشمی میرٹھ، سے ۱۲۹۴ھ میں چھپ گئی تھی، اس کا نسخہ موجود ہے۔

(۳) تذکرۃ الرشید [عکس طبع اوّل، میرٹھ سہارنپور: ۱۹۷۷ء] (سوانح حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ) تالیف: مولانا عاشق الٰہی میرٹھی۔

(۴) حیات شیخ الہند تالیف: مولانا سید اصغر حسین دیوبندی، ص: ۴۰ [مطبوعہ لاہور: ۱۹۷۷ء]

(۵) یہ قصیدہ قصائد قاسمیہ [جو حضرت مولانا محمد قاسم کے فارسی عربی کلام کا مجموعہ ہے] میں شامل ہے اوراس کی اصل، جو خود حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی کے قلم سے ہے [مفتی الٰہی بخش اکیڈمی] کاندھلہ ضلع مظفر نگر، یوپی میں محفوظ ہے مگر نہایت غلط چھپا ہے اوراس کی ترتیب بھی نسخہ مصنف کے مطابق نہیں ہے، [ص: ۱۹ تا ص: ۲۲ مطبوعہ عین الاخبار مراد آباد: بلا سنہ طباعت] اس لئے یہاں نسخہ مصنف پر اعتماد کیا گیا ہے ترتیب اسی کے مطابق ہے۔

یہاں یہ بات بھی ضروری اور قابل ذکر ہے کہ اسی مجموعہ میں سلطان عبدالحمید کی شان میں مولانا ذوالفقار علی دیوبندی [وفات: ۱۳۲۲ھ/۱۹۰۴ء] ہندوستان کے عربی زبان کے مایہ ناز ادیب، مصنف اور شاعر، مولانا فیض الحسن سہارنپوری، اور مولانا محمد یعقوب نانوتوی [صدر مدرس دارالعلوم دیوبند] کا ایک قصیدہ بھی شامل ہے۔ ص: ۳۳ تا ۳۴۔

(۶) حضرت مولانا کے احوال وخدمات پر حضرت مولانا کے رفقاء اور شاگردوں نے کئی عمدہ کتابیں لکھیں، بعد میں کئی اور کتابیں چھپیں جن میں:

۱- احوال طیب مولانا محمد قاسم از مولانا محمد یعقوب نانوتوی

۲- سوانح قاسمی۔ مولانا مناظر احسن گیلانی (تین جلدیں)

۳- قاسم العلوم حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی...... تالیف: نور الحسن راشد کاندھلوی

۴- الامام محمد قاسم النانوتوی، حیات وافکار، خدمات لائق مطالعہ واستفادہ ہیں [مجموعہ مقالات سیمینار حضرت مولانا محمد قاسم، دہلی]